سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور و معروف اخبار جسکو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۸

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

هفته وار

قادیان

چه گویم با تو گر آئی چه ها در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی
بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

اخبار الحکم

مدیر اعلیٰ:- شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

مدیر مسئول:- شیخ محمود احمد عرفانی مجاہد مصری

چندہ سالانہ

قیمت فی پرچہ ۲ر

جلد ۴۱ | مورخہ ۷ر اگست ۱۹۳۸ء مطابق ۱۰ر جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ | نمبر ۲۶

میری روانگی از قادیان

میں نے دو تین ہفتہ ہوئے، قادیان سے سکندر آباد جانے کا الحکم میں اعلان کیا تھا۔ مگر الٰہی قضاء و قدر کا یہ منشا تھا۔ کہ عزیزہ ناصرہ صدیقہ کو بیمار ہوئے ہوئے اور بستر موت پر دراز دیکھوں۔ اور پھر اپنے ہاتھوں سپرد خاک کر کے روانہ سفر ہوں۔ میرے ارادے اور میری تدبیریں ناکام ہوئیں۔ اور خدا کا منشاء پورا ہوا عرفت ربی بفسخ العزائم۔ اب میں پابرکاب ہوں۔ اور یہ نوٹ آج ۳ر اگست کو لکھ رہا ہوں۔ کل ۴ر اگست کو اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم پر بھروسہ رکھکر قادیان سے ۲½ بجے کی ٹرین سے روانہ سکندر آباد دکن ہو جاؤنگا۔ جہاں حضرت والد صاحب قبلہ مقیم ہیں۔ احباب سے درخواست ہے۔ کہ وہ میرے لئے دعا فرمادیں۔ کہ یہ سفر میری صحت کے لئے بابرکت ثابت ہو۔

میری غیر حاضری میں الحکم کا انتظام

میری غیر حاضری میں عزیز مکرم شیخ ابراہیم علی صاحب عرفانی انتظام کریں گے۔ احباب ان سے پورا تعاون فرمادیں۔ اور مہربانی کر کے الحکم کے تبادلے اور قیمتیں ان کے نام یا منیجر الحکم کے نام ضرور بھیجتے رہیں۔ تاکہ الحکم کا کام رک نہ جائے۔

بعض احباب نے جو اصحاب قلم ہیں مجھے تسلی دی ہے۔ کہ وہ ہر طرح علمی مدد کریں گے۔ میں واپسی پر ان دوستوں کا جو اس عہد پر قائم رہیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ شکریہ ادا کر سکونگا۔

"الحکم" اور "المبشر" کے وی۔پی

ہر وہ شخص جس کے ذمہ "الحکم" یا "المبشر" کا بقایا ہے۔ اسے تیار رہنا چاہیئے کہ وہ وی۔پی۔ وصول کرے۔ یہ نہ صرف ایک اخلاقی فرض ہے۔ بلکہ قرض ہے۔ جس کی ادائیگی اشد ضروری ہے۔ اس سے زیادہ میں کیا لکھ سکتا ہوں۔

بعض نادہند حضرات

"الحکم" کو بعض ایسے نادہند حضرات سے واسطہ پڑ رہا ہے۔ جو شائد دوسروں کا حق کھانا اپنے لئے جائز اور حلال سمجھتے ہیں۔ ان میں سے بعض کے نام میں نے اس اشاعت سے الحکم بند کر دیا ہے۔ مگر وہ یاد رکھیں۔ کہ اس طرح وہ خدا کے حضور بری الذمہ نہیں ٹھہر سکتے۔ اور نہ اس کے بندوں کے قرض سے سبکدوش ہو سکتے ہیں۔

میں تو پھر بھی ان کی اس اخلاقی کمزوری کو چھپانے کی کوشش کرتا ہوں۔ اور پردہ پوشی کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے عیوب کی پردہ پوشی کرے آمین۔

مگر وہ یہ یاد رکھیں۔ کہ اس طرح وہ حقوق العباد سے سبکدوش نہیں ہو سکتے۔

"محمود احمد عرفانی"

اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی ایڈیٹر پبلشر و پرنٹر چھپکر دفتر اخبار الحکم تراب منزل قادیان سے شائع ہوا۔

مہتہ عبدالخالق کی بغداد میں آمد

عربی اخبارات میں تذکرے عراقی نوجوانوں کی طرف سے ویلکم

شاندار سائیکل ریس کی تیاریاں

ہمکو مہتہ عبدالخالق صاحب کی نقل وحرکت کا خاص اہتمام ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ مہتہ صاحب ایک مخلص احمدی نوجوان ہیں۔ اور ایک وفادار اور مخلص ترین صحابی باپ کے بیٹے ہیں۔ قادیان اور آغوشِ احمدیت میں پرورش پانے والے نوجوان ہیں۔ وہ جہاں بھی اپنے ریاضیت کی شان میں وارد ہونگے۔ اور جہاں بھی ان کو اللہ تعالےٰ طرۂ امتیاز بخشے گا۔ اس کے ساتھ احمدیت کا ذکر لازمی ہوگا۔ لوگوں کو معلوم ہوسکیگا۔ کہ احمدی نوجوان ہر میدان میں اپنا گھوڑا دوڑا سکتا ہے۔ آج دنیا کی ہر زندہ قوم اپنے ایسے نوجوانوں کی حوصلہ افزائی کرنا اپنا شعار سمجھتی ہے۔ جو کسی میدان میں بھی ترقی کرنے والے ہوں۔

الغرض

مَیں بھی مہتہ صاحب کی ہر ترقی کا ہر وقت استقبال کرنے کے لئے مستعد ہوں۔ احباب کو چاہیئے کہ دعاؤں سے اُن کی مدد کریں۔ بغداد سے آمدہ خطوط اور اخبارات سے معلوم ہؤا ہے۔ کہ بصرہ میں مسٹر عبداللہ سکاٹ مشہور انگریز نومسلم اور سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب جو حاجی عبداللطیف صاحب سابق امیر جماعت احمدیہ بغداد کے بھائی ہیں نے اُن کا نہایت محبت سے بصرہ میں استقبال کیا۔

بصرہ میں سائیکل ریس کی کوشش

بصرہ کی تمام کلبوں کو مہتہ صاحب سے سائیکل ریس دوڑانے کی تحریک کی گئی۔ مگر افسوس ہے۔ کہ کسی کلب نے اُن سے ریس دوڑنے کی جرأت نہ کی۔ اور اس طرح کوئی انتظام نہ ہو سکا۔ اگرچہ بصرہ کے عرب نوجوان طبقہ کا کچھ بھی عذر ہو۔ مگر کسی کلب کا ایک بھی سوار میدان میں نہ آیا یہ مہتہ صاحب کی کامیابی کا کھلا نشان ہے۔

بغداد میں ورود

مہتہ صاحب بذریعہ ٹرین بغداد گئے۔ اور جناب حاجی عبداللطیف صاحب کے مکان پر قیام کیا۔ جو بغداد کے پُررونق اور پرشان مقام پر واقع ہے۔ اور بغداد میں **نادی تجدد** نے مہتہ صاحب کا شاندار استقبال کیا۔ اور اُن کے لئے نادی کی طرف سے دو سیکرٹری مقرر ہوئے۔ جو اُن کے ساتھ رہکر اُن کو بغداد اور اس کے اہم مقامات کی سیر کرائیں گے۔ نیز نادی تجدد کی طرف سے اُن کے لئے ایک کار کا انتظام کیا گیا ہے۔ جس پر وہ ہر جگہ جا سکیں گے۔ اور مہتہ صاحب کی میز کے لئے خوبصورت پھولوں کے گلدستے بھی نادی کی طرف سے پیش کئے گئے۔

مہتہ صاحب اخبار الزمان میں

عراق کا مشہور روزانہ عربی اخبار الزمان ہے۔ اُس نے

"ہندوستانی سیاح کی آمد"

کے عنوان سے لکھا ہے۔

"ہمیں معلوم ہؤا ہے۔ کہ جناب عبدالخالق مہتہ جو کہ پنجاب یونیورسٹی کے طالب علم ہیں۔ اور پنجاب سائیکل ریلرز کے شمپین بھی ہیں کراچی سے ۱۷ رجولائی ۳۸ء کو عراق کی سیر کے لئے روانہ ہو پڑے ہیں۔

آپ اپنے سائیکل کی پیٹھ پر مصر اور ایران کی سیاحت فرمائیں گے: آپ نے گذشتہ دسمبر میں دس ہزار میٹر کی ایک ریس جیتی تھی۔ جس میں ۱۸ منٹ اور ۴۱ سیکنڈ صرف ہوئے تھے۔ اور ایک دوسری ریس جو تین ہزار میٹر کی تھی بھی جیتی تھی اس میں ۵ منٹ اور ۴۲ سیکنڈ صرف ہوئے تھے۔ برخلاف اس کے جو دوسری یونیورسٹی نے قیاسی نمبر رجسرڈ کئے ہیں۔ وہ دس ہزار میٹر کی ریس میں ۱۸ منٹ ۳۹ سیکنڈ ہیں۔ اور تین ہزار میٹر کی ریس میں ۵ منٹ ۴۸ سیکنڈ بالضبط ہیں۔

جناب عبدالخالق صاحب مہتہ ورلڈ المپک ٹورنمنٹ میں شامل ہونے کا عزم رکھتے ہیں۔ جو ۱۹۴۰ء میں ہونے والا ہے۔ اُن کی خواہش ہے۔ کہ مصر اور ایران کے سائیکل ریلرز کے شوقین نوجوانوں سے مصر اور ایران میں سائیکل ریس جیتیں۔

عراق کی نادی التجدد نے یہ بھی ذمہ داری لی ہے۔ کہ وہ بغداد کے سائیکلسٹوں سے گفتگو کرکے پنجاب شمپین سے ایک ریس کا انتظام کریں۔ تاکہ ریاضت کی سپرٹ کی حوصلہ افزائی ہوسکے۔ (الزمان ۲۵ جمادی الاول ۱۳۵۷ھ)

اخبار العقاب

اپنے ۲۴ ر جولائی ۱۹۳۸ء کے پرچہ میں لکھتا ہے:۔

بطل پنجاب کی آمد

سائیکل ریلرز کا عظیم الشان مقابلہ بغداد میں

تجدد کلب کے دفتر سے ہمکو اطلاع ملی ہے۔ کہ عبدالخالق مہتہ جو پنجاب یونیورسٹی کے طالب علم ہیں۔ اور پنجاب کے سائیکل ریسوں کے بطل بھی ہیں۔ وہ کراچی سے بغداد کی طرف روانہ ہو پڑے ہیں۔ اور یہاں سے وہ ورلڈ المپک ٹورنامنٹ میں داخل ہونے کیلئے پورے طور پر مستعد ہیں۔ جہاں وہ سائیکل ریس کا مقابلہ کریں گے۔

اُن کے لئے عراق اور مصر [illegible] سائیکل ریس قائم کی جائیگی۔ اس لئے نادی التجدد [illegible] ذمہ بغداد کی سائیکل ریس کا انتظام لیا ہے۔ اور بہترین عراقی سائیکلسٹوں کو اس ریس کے لئے جمع کر رہے ہیں۔ جو پنجاب شمپین کی آمد پر قائم کی جارہی ہے۔

(العقاب ۲۴ رجولائی بغداد)

ہماری دعا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ مہتہ صاحب کا حافظ وناصر ہو۔ اور ہر میدان میں کامیابی دے۔ آمین

(بقیہ صفحہ ۴)

(۷)

انہی دنوں ایک روز شام کو کسی نے آکر حضور علیہ السلام کو اطلاع دی۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کو طاعون ہوگئی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ وہ تو ہمارے دار میں رہتے ہیں۔ اُن کو طاعون کس طرح ہوسکتی ہے۔ اگر مولوی محمد علی صاحب طاعون سے فوت ہوگئے۔ تو سمجھ لو کہ میں خدا کی طرف سے نہیں۔

حضور علیہ السلام اُسی وقت مولوی محمد علی صاحب کی عیادت کو تشریف لائے۔ اور نبض دیکھ کر فرمایا۔ دیکھو اَب بخار ہے؛ جب مولوی صاحب کو ہاتھ لگا کر دیکھا گیا۔ تو بخار کا نام ونشان بھی نہ تھا۔ یہ حضور علیہ السلام کا معجزہ ہے۔ جو حضرت مسیح علیہ السلام کے معجزہ احیاءِ موتےٰ کی مثل ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام اس سے بڑھ کر اور کیا مردے زندہ کیا کرتے ہونگے۔

(۸)

طاعون کے ایّام میں ہی ایک روز حکیم فضل الدین صاحب بھیروی کو بخار ہوگیا۔ (یہ اُسوقت کا ذکر ہے۔ جبکہ قادیان میں ۲۴-۲۴ آدمی روز طاعون سے ہلاک ہوتے تھے۔ اور جہاں کسی کو بخار ہؤا۔ سب نے یہی سمجھا۔ کہ طاعون ہوگئی) مَیں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو اطلاع دی کہ مولوی فضل الدین صاحب بہت گھبرا رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ مجھے طاعون ہوگئی ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ

"ہمارے گھر میں تو اب بالکل جگہ نہیں ہے۔ چھوٹے سے گھر میں کئی خاندان گذر کر رہے ہیں۔ آپ اُنکو کہیں کہ مسجد مبارک بھی ہمارے دار ہی میں شامل ہے۔ اُس میں آکر ڈیرہ لگالیں۔"

میں اُسی وقت حکیم صاحب کے پاس گیا۔ اور اُن کا بستر وغیرہ خود اٹھا کر لے آیا۔ وہ مسجد میں آکر لیٹ رہے۔ قریبًا عشاء کے وقت اُن کو نیند آگئی۔ اور وہ سو گئے۔ صبح کو بخار کا نام ونشان نہ رہا۔ اور حکیم صاحب تندرست ہوگئے۔ یہ حضورؑ کے احیاءِ موتےٰ کی ایک اور مثال ہے جو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی۔

(۹)

ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب فرماتے ہیں۔ کہ یہ روایت [illegible]

---

۳۴ میں نے حضرت علامہ جناب حافظ روشن علی صاحب مرحوم ومغفور سے سُنی تھی۔ کہ ایک دفعہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ میں ایسی حالت میں تم سے گذر جاؤنگا۔ جب کہ جماعت کی حالت ایسی ہوگی جیسی کہ ایک ماں جو سات دن کا بچہ چھوڑ کر فوت ہوجاتی ہے۔ جیسی حالت اس کمزور اور ناتوان بچہ کی ہوتی ہے۔ ایسی حالت اس میری وفات کے وقت میری جماعت کی ہوگی۔ [illegible]

سیرت المہدیؑ کا ایک ورق

حکیم عطا محمد صاحب مہاجر کی قلم سے

(یہ مضمون مولوی عبدالرحمٰن صاحب انور انچارج تحریک جدید کی تحریک سے لکھا گیا)

میرا وطن لاہور ہے۔ میری عمر قریباً پندرہ سال کی تھی کہ والد صاحب کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ والد صاحب مرحوم نے مجھکو صوم و صلوٰۃ کا پابند کیا ہوا تھا۔ مگر اُن کی وفات کے بعد آہستہ آہستہ اسقدر سستی ہو گئی۔ کہ نماز کا کبھی خیال بھی نہ آتا تھا۔ عرصہ کے بعد میں اپنے گھر کی سیڑھیوں پر چڑھ رہا تھا۔ کہ مغرب کی اذان کی نہایت خوش الحان آواز میرے کانوں میں پہنچی۔ آواز نہایت دلکش اور سُریلی تھی جس کے اثر سے میری حالت بجلی کی طرح بدل گئی۔ اور جسم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ سرور سے آنکھوں میں پانی اُتر آیا۔ اور دل نے یہ کہنا شروع کیا۔ کہ ایک وقت وہ تھا۔ کہ پنجگانہ نماز دل کو ادا کیا جاتا تھا۔ اِس حالت میں میرے آنسو نکل پڑے اور دل خود بخود دعا کی طرف لگا۔ غرض سیڑھیوں پر ہی خوب رویا۔ اللہ تعالےٰ سے دعائے مغفرت مانگی۔ اور ایسی حالت میں بغیر کھانا کھانے کے غم و فکر میں سو گیا۔

رات کو خواب میں دیکھا۔ کہ مجھ کو ہمارے محلہ کے نمازی پکڑ کر مسجد کی طرف نماز کے لئے لے جا رہے ہیں اور میں اُن سے بھاگنا چاہتا ہوں۔ راستہ میں ایک اونچی جگہ پر ایک نہایت خوش رو انسان بیٹھا ہوا نظر آیا جسکا چہرہ نہایت نورانی۔ اور نور کی شعاعیں چہرہ اور منہ سے نکل کر لوگوں کے دلوں پر پڑ رہی ہیں۔ اور لوگ اس نور کی کشش کے ساتھ کھچے ہوئے اس کے گرد حلقہ باندھے بیٹھے ہیں۔ میں نے اُس نورانی شخص کو دیکھ کر شور مچایا کہ میری امداد کرو۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ کیا ہے۔ میں نے عرض کی کہ یہ لوگ زبردستی مجھے نماز کے لئے لے جا رہے ہیں۔ اور میں نہیں جانا چاہتا۔ تو پھر اس نورانی انسان نے دیکھ کر ہاتھ کے اشارہ سے فرمایا۔ کہ اِسے چھوڑ دو۔ اور مجھکو ان لوگوں کے پاس بٹھا دیا۔ جو اُن کے گرد بیٹھے تھے۔ اور وہ تمام اشخاص جو مجھ کو پکڑ کر لے جا رہے تھے یہ حال دیکھ کر اُن سب کے چہرے دھوئیں کی طرح سیاہ ہو گئے۔ اور پھر بالکل غائب ہو گئے۔ جب میری آنکھ کھلی تو عجیب حالت تھی۔ دل میں اس شخص کے دیکھنے کی تڑپ اور اُن نورانی شعاؤں کا سرور تمام جسم میں سنسنی غرض اُس حالت کا نقشہ میری قلم بیان نہیں کر سکتی۔ اسی حالت میں مَیں نے اٹھ کر وضو کیا۔ اور ۱۸۹۹ء کے بعد جب کہ میرے والد فوت ہوئے تھے۔ پھر ۱۹۰۱ء میں مَیں نے نماز نہایت خشوع کے ساتھ ادا کی۔ اور اسی سرور کی حالت میں باہر نکلا۔ تو صوفی احمد دین صاحب ڈوری باف نے مجھکو آواز دی۔ کہ خلیفہ صاحب یہ حرف مجھ کو بتا جاویں۔ چونکہ میرے والد اور دادا حافظ قرآن اور استاذ تھے۔ اس لئے اہل محلہ مجھ کو بسبب استاذ کا لڑکا ہونے کے خلیفہ ہی کہا کرتے تھے۔ میں نے اُن کو حرف بتایا اور یاد کروایا۔ صوفی صاحب نے نہایت محبت کے ساتھ فرمایا۔ کہ خلیفہ صاحب کبھی کبھی میرے پاس آجایا کرو اور مجھ کو قرآن شریف تھوڑا تھوڑا بتاتے رہا کرو۔ میں نے اُن سے رات کی خواب بیان کی۔ انہوں نے کہا۔ کہ آپ فوراً اسٹیشن بٹالہ سے اُتر کر قادیان جاویں۔ اور اس نورانی شخص کو حالتِ بیداری میں دیکھ لیں۔ اگر واقعی ہوئے۔ تو پھر اُن کی بیعت میں شامل ہو جاؤ۔ میں نے فوراً دوسرے دن پروانہ وار صوفی احمد دین صاحب سے راستہ کا پتہ وغیرہ دریافت کر کے قادیان پہنچا۔ تو مسجد اقصیٰ میں مولوی اسمٰعیل صاحب سرساوی بچوں کو پڑھا رہے تھے۔ انہوں نے ایک لڑکے کے ساتھ مجھ کو مہمان خانہ پہنچا دیا۔ وہاں پر حافظ حامد علی صاحب نے ہاتھ منہ دھلا کر کھانا کھلایا اس کے بعد میں مسجد نبوی میں جا کر بیٹھا۔ تو مولوی محمد احسن صاحب سے ملاقات ہوئی۔ اتنے میں حضورؑ کچھ پردہ سے کر تشریف لائے۔ میری جونہی آپ پر نظر پڑی۔ وہ خواب والا نورانی انسان بیداری میں دوبارہ دیکھا۔ اُسی دن بوقت شام بغیر کسی دلیل اور شک و شبہ کے بیعت کر لی۔ اور میری عمر اس وقت غالباً بیس اکیس سال کی ہوگی۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ

بعد بیعت چند دن مَیں قادیان رہا۔ اور پھر حضورؑ سے اجازت حاصل کر کے واپس لاہور آگیا۔ اور صوفی احمد دین صاحب (ڈوری باف) نے جماعت احمدیہ کے احباب سے ملاقات کرائی۔ کچھ عرصہ کے بعد ایک صاحب نے محبت سے فرمایا۔ کہ پھر محمد (صلعم) قادیان میں آگئے ہیں۔ اِس بات کو سنکر مجھے حیرانی ہوئی۔ اور دعا کی۔ کہ یاالٰہی اِس جماعت کا یہ عقیدہ کہ محمد (صلعم) دوبارہ آگئے ہیں اور مرزا صاحب محمد کیسے ہو سکتے ہیں؟ اُسی رات میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کھڑے ہیں۔ اور آسمان سے ایک فرشتہ نے اُتر کر مجھے پوچھا۔ کہ یہ کون ہیں۔ مَیں نے کہا۔ کہ مرزا صاحب ہیں۔ پھر میں نے دیکھا۔ کہ آسمان سے آنحضرت صلعم کا نور اُترا۔ وہ نور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دماغ میں داخل ہوا پھر تمام جسم میں سرائت کر گیا۔ اور حضورؑ کا چہرہ اُس نور سے منور ہو گیا۔ پھر اس فرشتہ نے کہا۔ یہ کون ہیں؟ میں نے کہا۔ کہ پہلے تو مرزا صاحب تھے۔ مگر اب دائمی محمد (صلعم) ہو گئے ہیں۔

حضورؑ گورداسپور میں کرم دین والے مقدمہ پر تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ اور حضورؑ ٹہل رہے تھے۔ دو بزرگوں نے درخواست کی۔ کہ حضور قرآن شریف کی تفسیر فرما جاویں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ نبی کے دو کام ہوتے ہیں۔ ایمان صالح اور عقائد صحیحہ قائم کرنا۔ سو میرے ذمہ یہ دو کام ہیں۔

صبح گورداسپور میں ہی حضور علیہ السلام دوستوں کے ساتھ کھانا تناول فرما رہے تھے۔ میں نے پنکھا کرنا شروع کر دیا۔ میرے دل میں خیال آیا۔ کہ آج حضور علیہ السلام کو کھانا کھاتے دیکھیں۔ کہ کس طرح کھاتے ہیں؟ حضور علیہ السلام نے روٹی کو پکڑ کر دو چار ٹکڑے کر دیئے۔ پھر نہایت باریک باریک گولیوں کی شکل بنا بنا کر کچھ تو نیچے اور کچھ کو منہ میں ڈال لیتے تھے۔ سرسری نظر سے تو یہی معلوم ہوتا تھا۔ کہ حضورؑ خوب کھا رہے ہیں مگر غور سے دیکھنے سے معلوم ہوا۔ کہ حضورؑ نے صرف چند لقمے ہی کھائے ہونگے۔ جب حضور علیہ السلام کھانا کھا رہے تھے۔ دائیں بائیں دوستوں کو بار بار فرماتے تھے کہ اور کھایئے، لیجیئے یہ کھائیے۔ جب حضور علیہ السلام اور سب دوست کھانے سے فارغ ہو گئے۔ تو مَیں نے حضورؑ کے آگے کا سالن والا برتن اور گرے ہوئے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے اٹھا کر نیچے آگیا۔ اور خوب خوشی خوشی کھایا۔

گورداسپور میں ہی مَیں باہر سے آیا۔ تو حضور علیہ السلام چارپائی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اور خواجہ کمال الدین صاحب اپنے بازوؤں کو پیچھے ٹیک دے کر بیٹھے تھے، اور باتیں کر رہے تھے۔ میں نے خواجہ صاحب کی باتوں کو نہیں سنا۔ کیونکہ میرے آتے آتے بات ختم ہو چکی تھی۔ صرف یہ آخری فقرہ سُنا تھا۔ "اب کیا کیا جائے" تو حضور نے فرمایا۔ کہ

"خواجہ صاحب آپ تو اتنا ہی شکر کریں۔ کہ آپ فتح والی طرف منسوب کئے گئے ہیں۔"

چار اپریل کے زلزلہ کے بعد جب کہ حضور علیہ السلام باغ میں تشریف رکھتے تھے۔ حضور علیہ السلام نے اذا زلزلت الارض کی سورۃ پڑھ کر فرمایا۔ اس میں لہا کی ضمیر حذف ہے ان ربك اوحا الی رجل لها۔ وہ رجل مَیں ہوں۔

ایک دفعہ حضور علیہ السلام سیر کو تشریف لے جا رہے تھے۔ مَیں بھی قادیان آیا ہوا تھا۔ میں باوجود جوان ہونے کے دوڑ دوڑ کر شکل سے ملتا تھا۔ راستہ میں حضور علیہ السلام نے مولوی محمد علی صاحب کو فرمایا۔ کہ نبی خبر دینے والے

کو کہتے ہیں۔ اور نبی کا لفظ نبا، سے نکلا ہے جیسا کہ بانباوھا ہے۔ اسپر حضور علیہ السلام نے بڑی لمبی تقریر کی۔ مگر مجھ کو صرف مذکورہ بالا دو ہی لفظ یاد ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کے ہاتھ پر بیعت کی گئی۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے عہد میں لوگوں نے بغاوت شروع کر دی۔ اور جماعت کے دو حصے ہو گئے میں مذبذب ہو گیا۔ کہ یا الٰہی اب کیا کیا جاوے۔ چنانچہ دعا کی طرف طبیعت مائل ہو گئی۔ اور ان لفظوں میں دعا کی۔ کہ یا الٰہی مجھے کوئی علم نہیں تیرے ہی خاص فضل نے مجھکو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں داخل کیا تھا۔ اب بھی میری دستگیری فرما۔ ایسا نہ ہو۔ کہ قیامت کے دن رسوائی کا منہ دیکھوں میں عالم نہیں۔ کہ اپنی علمی لیاقت سے فیصلہ کر سکوں۔ اس لئے تو ہی جسطرح تو نے پہلے فضل کیا تھا۔ اب بھی اپنے فضل سے مجھے اپنی محبوب جماعت میں شامل کر دے۔ اگلی رات میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ میں زمین سے اوپر اوپر قادیان جا رہا ہوں اور مسجد نبوی سے گذر کر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مکان میں پہنچ گیا ہوں۔ اور وہاں پر حضرت مفتی محمد صادق صاحب بطور دربان کے کھڑے ہیں۔ اُن سے السلام وعلیکم ہوئی۔ اور بہت سی عورتیں رنگدار کپڑے پہنے ہوئے اندر باہر نیچے اوپر آتی جاتی ہیں۔ میں نے پوچھا۔ کہ یہ عورتیں کون ہیں۔ مفتی محمد صادق صاحب نے فرمایا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر کی سب خادمہ ہیں۔ پھر مفتی محمد صادق صاحب نے کہا۔ کہ دیکھو یہ کیا ہے۔ میں نے دیکھا۔ ایک چشمہ ہے۔ جسکا پانی نہایت صاف اور شفاف ہے۔ اور وہ چشمہ لبالب بھرا ہؤا ہے۔ مفتی محمد صادق صاحب نے پھر فرمایا۔ کہ غور سے دیکھو۔ جب میں نے غور سے دیکھا۔ تو چشمہ کی حد سے پانی باہر نکلا ہؤا ہے۔ اور حدِ چشمہ بغیر غور سے دیکھنے کے نظر نہیں آتی۔ میں نے کہا۔ اب مجھے سمجھ آگئی ہے۔ کہ حقیقی چشمہ قادیان میں ہی ہے۔ اور یہ جو پانی باہر نکل گیا ہے۔ اس میں کچھ تو کوڑا کرکٹ مل کر تعفن پیدا ہو جائے گی۔ اور کچھ دھوپ سے خشک ہو کر بالکل نابود ہو جائیگا۔ اور پھر بین طور پر حقیقی چشمہ کی حد نظر آنے لگی۔ پھر مفتی محمد صادق صاحب نے فرمایا کہ یہی مثال اس جماعت کی ہے جو قادیان سے باہر چلے گئے ہیں۔ اور حقیقی چشمہ قادیان ہی ہے۔ اس کے بعد میں نے فوراً حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اور سنہ ۱۹۱۷ء میں وطن، ملازمت جائیداد اور تمام رشتہ داروں کو خیرباد کہ کر قادیان ہی چلا آیا۔

نوٹ:۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بیعت کے ایک ماہ بعد حکیم احمد دین صاحب شاہدرہ سے لاہور میرے مکان پر آئے۔ اور فرمانے لگے۔ کہ چلو آج محمد علی صاحب سے مسئلہ نبوت پر کچھ گفتگو کرنا ہے۔ میں بھی ان کے ساتھ گیا وہاں مسجد میں دوستانہ طور پر حکیم احمد دین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب نے گفتگو شروع کر دی۔ کوئی پندرہ بیس منٹ تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ بعد میں ہم سب اپنے اپنے گھر آ گئے رات کو میں نے دعا کی۔ کہ یا الٰہی مولوی محمد علی صاحب نے جو بیان کیا ہے۔ وہ کچھ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ میرے دل کو خود ہی سنبھال۔ رات کو خواب میں دیکھا۔ کہ ایک کبوترباز نہایت غصہ میں بھرا ہؤا اس کبوتر کی طرف دیکھ رہا ہے۔ کہ جو دوسرے کبوتر کی چھتری پر جا بیٹھا ہے۔ پھر حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ دیکھو کبوترباز اس کبوتر کو جو کہ دوسرے کی چھتری پر جا بیٹھے نہایت حقارت سے دیکھتے ہیں۔ اس لئے تم بھی کبھی پیغام بلڈنگ میں نہ جایا کرنا۔ میں نے عرض کی کہ حضرت میں کبھی نہیں جاؤں گا۔ پھر میری نیند کھل گئی۔ اور اللہ کے فضل کا شکریہ ادا کیا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ثُمَّ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ

از جناب ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب بی۔ اے سابق مہر سنگھ

۳۰ رجولائی سنہ ۱۹۳۷ء کو بعد نماز عشاء محلہ دارالرحمت قادیان کی مسجد میں انصار اللہ کا ہفتہ واری جلسہ ہؤا تھا۔ اُس میں ذکرِ حبیب پر ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب بی۔ اے۔ سابق مہر سنگھ نے تقریر کی۔ اور حسب ذیل روایات بیان فرمائیں:۔

(۱)

میں پہلے پہل سنہ ۱۸۹۰-۹۱ء میں قادیان آیا۔ اُسوقت حضور علیہ السلام کے پاس بہت تھوڑے آدمی ہوتے تھے۔ اور نماز میں غالباً چار پانچ آدمی ہوتے ہونگے۔ حضور علیہ السلام بیعت لیتے وقت بعض فقرات کہلوایا کرتے تھے۔ مجھے تمام الفاظ تو یاد نہیں۔ لیکن ایک فقرہ اَب تک میرے کانوں میں گونج رہا ہے۔

میں منہیات سے توبہ کرتا ہوں

ان دنوں بیعت ہاتھ میں ہاتھ لے کر نہیں ہوتی تھی بلکہ حضور علیہ السلام بینی (کلائی) سے ہاتھ پکڑ لیتے تھے اور پھر بیعت لیتے تھے۔

(۲)

حضور علیہ السلام اپنے مہمانوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے۔ مہمان بھی کوئی زیادہ نہیں تھے۔ مگر جتنے بھی ہوتے تھے سب کے سب حضور علیہ السلام کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے۔ کھانا گھر سے پک کر آجاتا تھا بعض اوقات حضورؑ خود لاتے تھے۔ بعض دفعہ کوئی خادمہ لے آتی تھی۔ حضور علیہ السلام کھانا نہایت آہستہ آہستہ تناول فرماتے تھے۔ لیکن جتنی دیر تک مہمان کھاتے رہیں۔ حضورؑ بھی کھاتے رہتے۔ اس تمام عرصہ میں صرف ایک آدھی روٹی حضورؑ کی غذا تھی۔ مہمان اچھی طرح سیر ہو جاتے۔ مگر حضورؑ صرف ایک یا نصف روٹی پر ہی اکتفا فرماتے

(۳)

ایک دفعہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ میرا ذاتی خرچ بالکل تھوڑا ہے۔ میں ایک پیسہ روزانہ میں بھی گذارہ کر سکتا ہوں۔ زیادہ فکر مہمانوں کی ہوتی ہے۔ سو اُن کے لئے اللہ تعالےٰ خود بھیج دیتا ہے۔

(۴)

ایک مرتبہ ایک شخص نے عرض کی۔ کہ حضور مولوی محمد حسین بٹالوی نے کہا ہے۔ کہ میں تو مرزا صاحب کو کبھی نہ مانوں گا۔ خواہ خدا بھی آسمان سے اُتر کر یہ کہے کہ مرزا سچا ہے۔ مان لو۔ تب بھی میں نہ مانوں گا۔ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ دیکھو یہ لوگ میری مخالفت میں اندھے ہو گئے۔ اور میری مخالفت نے ان کی عقلوں کو بھی کند کر دیا ہے۔

انبیاء کا تو یہ قاعدہ ہے۔ کہ وہ خدا کا خانہ خالی چھوڑتے ہیں۔ قرآن کریم میں ایک نبی کا ذکر آتا ہے۔ کہ اس کو مخالفین نے کہا۔ کہ ہم تجھ کو اس وقت تک تکلیف دینے سے باز نہیں آئیں گے۔ جب تک کہ یا تو تُو مر جائے۔ یا پھر ہمارے مذہب میں واپس لوٹ آئے۔ دیکھو اُس نبی نے یہ نہیں کہا۔ کہ اگر خدا بھی آکر کہے۔ تو بھی میں نہ پھرونگا۔ بلکہ اُس نے جواب میں فرمایا الا ان شاء اللہ۔ اچھا۔ اگر خدا کو بھی یہی منظور ہوگا تو ایسا ہی سہی۔ مگر یہ میرے مخالفین نبیوں سے بھی بڑے بنتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ اگر خدا بھی کہے۔ تب بھی نہیں مانیں گے۔ اور خدا کا خانہ بھی خالی نہیں چھوڑتے۔

(۵)

ایک مرتبہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ دنیا کے کارخانہ میں دراصل اللہ تعالےٰ کی ذات کام کر رہی ہے۔ انسان یہ نہ کہے۔ کہ میں کچھ ہوں۔ اور میں کچھ کر لونگا۔ انسان اپنی جگہ سے اُٹھ نہیں سکتا۔ جب تک خدا تعالیٰ کا اذن نہ ہو۔ ایک پتہ تک اپنے درخت سے بغیر حکم الٰہی کے جدا نہیں ہو سکتا۔ ہر ایک چیز پر اللہ تعالےٰ کا قبضہ اور تصرف ہے۔

(۶)

فرمایا۔ طاعون بھی اللہ تعالےٰ کے حکم سے آئی ہے۔ دیکھو اللہ تعالےٰ نے اپنے وعدے کے مطابق ہمارے گھر کو بالکل طاعون سے محفوظ رکھا۔ اور ایک چوہا تک طاعون سے بیمار نہیں ہؤا۔ حالانکہ ہمارے گھر کے چاروں طرف طاعون کے کیس ہو رہے ہیں۔ حضور علیہ السلام کے گھر میں اُن دنوں ایک سو بیس سے لے کر ایک سو پچاس تک افراد رہتے تھے۔ ارد گرد کے گھروں میں جہاں تین تین چار چار نفوس رہتے تھے اُن میں سے کسی گھر سے ایک اور کسی گھر سے دو افراد طاعون سے مر گئے۔ غرض شمال جنوب شرق و مغرب چاروں طرف طاعون نے ہلاکت اور تباہی مچائی ہوئی تھی لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضورؑ کا الدار بالکل محفوظ رہا (باقی صفحہ ۲ پر)

الحکم ایک بہشتی مقبرہ میں سونے والے صحابی کی نظر میں

۱۹۳۴ء میں جب "الحکم" کا یہ دورِ جدید شروع ہوا۔ اسوقت حضرت سید عزیز الرحمان صاحب بریلوی مہاجر قادیان نے ایک خط حضرت والد صاحب قبلہ کے نام لکھا۔ جواب تک طبع نہ ہو سکا۔ مگر چند دن ہوئے۔ یہ قیمتی مکتوب میری نظر سے گذرا۔ میں نے پسند کیا۔ کہ میں اُسے شائع کر کے اس بزرگ صحابی کے جذبات و خیالات جماعت تک پہنچاؤں۔ تا احباب کو معلوم ہو سکے کہ صحابہ میں وہ لوگ جو "الحکم" کے پڑھنے والے تھے۔ وہ کیسے جذباتِ احترام "الحکم" کے متعلق رکھتے تھے۔ کاش! احباب کو اس بہشتی مقبرہ میں سونے والے صحابی کے الفاظ ہی کچھ اپیل کر کے "الحکم" کی طرف توجہ دلائیں۔ "ایڈیٹر"

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرم بندہ جناب شیخ یعقوب علی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

(۱) آپ کا صحت یاب ہونا معلوم کر کے دل کو از حد خوشی ہوئی۔ الحمد للہ۔ صدق دل سے دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ آپکو بہت لمبی اور باصحت و بامراد عمر عطا فرمائے۔ اور آپ کے لئے اور آپ کے کل روحانی وجسمانی متعلقین کے لئے اپنی رحمت و برکت کے کل دروازے ابد الآباد تک کھولے رکھے۔ آمین۔

(۲) چند روز ہوئے میں نے عالم رؤیا میں دیکھا۔ کہ آپ میرے پاس آئے ہیں۔ میں نے آپ سے کہا۔ کہ شیخ صاحب! آپ پہاڑوں پر چلے جائیں۔ ایسا کرنے سے بہت ترقی حاصل ہوگی۔ انشاء اللہ۔ اس کے ساتھ ہی میں نے شملہ۔ نینی تال۔ منصوری۔ ڈلہوزی اور پالم پور وغیرہ وغیرہ بارہ مقاموں کا نام آپ کو بتایا۔ آپ نے جواب دیا۔ ایسا کرنے سے بدنامی ہوگی۔ میں نے کہا۔ آپ بدنامی سے ہرگز نہ ڈریں۔ اس کے بعد آنکھ کھل گئی۔ اب اس رؤیا کی تعبیر آپ خود سمجھ لیں۔

(۳) آپ نے الحکم کو دوبارہ جاری کیا ہے۔ میں اس پر آپ کو اور آپ کے فرزند ارجمند شیخ محمود احمد کو مبارکباد دیتا ہوں۔ خدا کرے۔ اب اس کا یہ احیاء قیامت تک قائم رہے۔ اور اس کا وجود تمام عالم پر شمس و قمر بن کر چمکے۔ آمین۔ دل چاہتا ہے۔ کہ یہ ناچیز بھی اپنے ان آخری ایام عمر کو غنیمت سمجھتے ہوئے الحکم کی خدمت کرنے کے لئے جماعت کے سامنے وہ بات رکھے جس کے زیر اثر آپ کے اخبار کا وجود لوگوں کی نظروں میں بے حد مرغوب اور نہایت ہی قابل توجہ شے بن کر حقیقی کامیابی کو پائے۔ مگر اس کے ساتھ ہی خیال آتا ہے۔ کہ الحکم کے متعلق قدرت ثانی کے مظہر اتم یعنی حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہٗ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ العزیز نے جو رقم فرمایا ہے اس سے بڑھ کر کوئی دوسرا کیا کہہ سکتا ہے! بس تم اپنی جماعت کے احباب سے یہی کہو۔ کہ دوستو! اگر یہ درست ہے۔ اور یقیناً درست ہے۔ کہ امام اور خلیفۂ وقت کی آواز پر لبیک کہنا سب سے بڑی سعادت ہے۔ اور اس پر عمل پیرا ہو جانا دونوں جہان کی فلاح کا موجب ہے تو حضرت اقدس کے نقش عمر ایدہ اللہ تعالیٰ کے مبارک ارشاد کو مدنظر رکھتے ہوئے اٹھو۔ اور کمربستہ ہو کر "الحکم" کی تلوار ہاتھ میں لئے ہوئے تبلیغ احمدیت کے میدان میں آؤ۔ اور وہ وہ کارہائے نمایاں کر گزرو۔ جن سے تم موجودہ اور آئندہ نسلوں کے لئے باعث صد ناز و فخر ہو جاؤ۔ اور مولیٰ کریم تم سے کامل طور پر راضی ہو جائے۔ اور تم میں سے ہر ایک فرد حقیقی طور پر فلاح دارین کا مستحق ہو جائے۔ خدا کرے میری یہ عرض تمہارے وجود میں احساس کی برقی رو بن کر کامل طور پر سرایت ہو جائے۔ اور تم اس نازک وقت میں اسلام کے لئے ہر ایک بے نفس قربانی بجالانے کے اہل ہو جاؤ۔ آمین۔

(۴) آپ کا "الحکم" گذشتہ ایام میں چند سال تک بند رہا۔ اس سے مجھے بہت تکلیف ہوئی۔ اور دل پر سخت قلق سوار رہا۔ مجبور ہو کر میں نے اپنے عشق کی بھوک کا علاج کرنے کے لئے الحکم کے پُرانے پرچوں کو مطالعہ کے لئے مخصوص کیا۔ اور بہت غور و تدبر سے کام لیتے ہوئے آپ کے پیش کردہ انمول موتیوں سے لطف لیا۔ یہ سلسلہ اس وقت تک برابر جاری ہے۔ اور میں جہاں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے مئے جام عرفان پیتا ہوں۔ وہاں ساتھ ہی ساتھ پرانے الحکم کے پرچوں کے خوانوں سے طرح طرح کی شیرینی بھی کھاتا ہوں ممکن ہے۔ کہ لوگ میری اس بات پر ہنسی کریں۔ مگر میں جانتا ہوں۔ کہ الحکم کے مضامین روح کے لئے نہایت اعلیٰ درجہ کی غذا ہیں۔ اور ان سب میں ایک اعجازی حلاوت پائی جاتی ہے۔

(۵) میں نے خدا کے فضل و رحم سے وہ زمانہ دیکھا ہے جبکہ الحکم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کا بہترین خادم اور سلسلہ کی اشاعت کا دایاں بازو کہلاتا تھا۔ وہ دن کیسے مبارک تھے۔ جب کہ خدا کا پیارا نبی اور تمام نبیوں کا دلارا اپنے عشاق اور خدام کے ساتھ جن میں یہ ناچیز اور منشی اروڑے خاں اور منشی محمد خان وغیرہ بھی شامل ہوتے تھے۔ سیر کو جایا کرتا تھا۔ گرد اڑ اڑ کر ہم پر پڑا کرتی تھی۔ اور ہم دوڑ دوڑ کر حضرت اقدس علیہ السلام کا ساتھ دیتے تھے۔ میرے لئے ایک بات ان دنوں بھی تعجب خیز اور حیرت انگیز ہوتی تھی۔ اور اب بھی نہایت حیران کن ہے۔ اور وہ یہ کہ باوجودیکہ حضرت اقدس علیہ السلام کے ساتھ آپ کو بھی دوڑنا پڑتا تھا۔ آپ حضور علیہ السلام کی تمام باتوں کو پورے طور پر نہایت تیزی اور ہوشیاری کے ساتھ صفحۂ قرطاس پر جگہ دیتے جایا کرتے تھے۔ میری عمر کے ستر سال گذر گئے۔ میں نے اس عرصہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو چھوڑ کر آپ جیسا زود نویس اور پیدائشی مضمون نگار کوئی نہیں دیکھا۔ میری رائے میں آپ کا وجود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل علمی دنیا کے لئے اعجازی رنگ رکھتا ہے۔ خدا کرے۔ یہ اعجازی رنگ آپ کے بعد آپ کی ذریت میں بھی قائم رہے۔ تا الحکم ہر زمانہ میں سلسلہ کی اشاعت و ترقی کا دایاں بازو بن کر کام کرتا رہے آمین۔

(۶) آپ کو غالباً اچھی طرح سے یاد ہوگا۔ کہ میں بہت ہی مدت سے الحکم کے بہی خواہوں میں شامل ہوں۔ میری آنکھیں شروع ہی سے اس کی قدر و منزلت کو کماحقہٗ طور پر پہچانتی چلی آرہی ہیں۔ ۱۹۰۱ء میں آپ نے اعلان کیا تھا۔ کہ ہر احمدی الحکم کو دس یا کم از کم پانچ خریدار دے۔ اسوقت میں نے خدا کے فضل سے ایک ماہ کے اندر سات خریدار دیئے تھے دیکھیئے الحکم ۱۰؍جنوری ۱۹۰۲ء۔ میرے دل میں اس کی اشاعت و ترقی کا بہت جوش اور حیرت انگیز ولولہ رہا۔ چنانچہ میں نے ہر ممکن طریق سے اِسے لوگوں تک پہنچایا۔ اور اس کا نتیجہ بھی نہایت اعلیٰ سے اعلیٰ دیکھا یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ میں نے آج تک الحکم اور ریویو کے پرچوں کی کوئی فائیل تیار نہیں کی۔ کیونکہ میں تمام پرچے ہاتھوں ہاتھ لوگوں میں تقسیم کر دیتا تھا۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کسی صاحب نے طریق اشاعت و دعوت پوچھا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ میری کتابوں اشتہاروں، ٹریکٹوں وغیرہ کو لوگوں کے گھروں میں پھینکتے جاؤ۔ اس پر وہ خود بخود لوگوں کے دلوں کو مسخر کر لینگی۔ یہ طریق میں نے بھی اختیار کیا۔ چنانچہ اس کے مطابق الحکم، ریویو اور حضرت اقدسؑ کی کتابوں اور اشتہاروں وغیرہ کو میں نے مسجدوں اور لوگوں کے گھروں میں خوب پھینکا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ بریلی اور منصوری دو شہر فتح کر لئے۔ کاش! ہماری جماعت کے تمام دوست اِسی طریق سے کام لیں اور اپنی کتابوں اور اخباروں وغیرہ کو بجائے اپنے گھروں میں جمع کرنے کے مخالفوں میں تقسیم کریں۔ تو حضرت اقدسؑ کی تحریروں کے انوار لوگوں کے قلوب کو فوراً منور کر دیں۔

(۷) خدا نے مجھے الحکم کی خدمت کرنے کے لئے یہ موقعہ بھی دیا۔ کہ میں نے اپنے وقت میں بیسیوں کی تعداد میں اِسے لوگوں کے نام جاری کروایا۔ اور اپنے پاک مال سے اس کی ترقی کے لئے بے نفس جدوجہد کی۔ الغرض اس کی ترقی کے لئے مجھ میں بہت جوش تھا۔ اور بیحد

تڑپ تھی۔ اَب بھی دل چاہتا ہے۔ کہ کسی طرح سے اِسکی خدمت بجالاؤں۔ مگر صاحب کیا کروں! بڑھاپا زوروں پر ہے۔ اور بیماری دن بدن کمزور کئے جارہی ہے۔ موت دروازے پر کھڑی نظر آتی ہے۔ تمنا تو یہی ہے۔ کہ الحکم کی نئی جوانی کے دن پھر دیکھوں۔ مگر جامِ عمر لبریز ہو رہا ہے۔ اور موت کا قاصد تمام منزلیں طے کرکے اب بہت ہی قریب آن پہنچا ہے۔ شاید میرا یہ خط الحکم کی آخری خدمت ہو اور اِس کے طبع ہونے تک میری رحلت ہو جائے۔

(۸) خدا جانتا ہے۔ الحکم کا گذشتہ چند سال تک بند رہنا میرے لئے بہت ہی سخت تکلیف دہ اور قلق ربا امر رہا۔ اب آپ نے اُسے پھر جاری کر دیا ہے۔ لہذا اب میرا دل بہت ہی مسرور ہے۔ آپ کا الحکم کیا ہے بیش بہا اور انمول موتیوں کا ایک بے مثال اور بے کنار سمندر ہے۔ اس کے التوائی زمانہ میں مبائع اور غیر مبائع اصحاب میں سے اکثروں نے اس کے خزانوں کو جس طرح لوٹا۔ اور اِس کے جواہرات اور موتیوں کو نئے نئے رنگ دے کر جس طرح اپنے مال و متاع کو بڑھایا۔ وہ روزِ روشن کی طرح ظاہر ہی ہے۔ مگر بڑے لطف کی بات یہ ہے۔ کہ اس لوٹ سے بجائے اس کے کہ آپ کا خزانہ کم ہوتے ہوتے آخرکار ختم ہو جاتا۔ پہلے سے بھی بڑھ گیا۔ کیونکہ آپ کا تمام مال و متاع دوسروں کے پاس جاکر کئی طرح سے بڑھا۔ اور آخرکار اپنے ساتھ تمام منافع در منافع کو لیکر پھر آپ کے پاس لوٹ آیا۔ اور یوں "حق بحقدار رسید" کا مقولہ پورا ہو گیا۔

(۹) میرے نزدیک الحکم کا التواء بھی وہی رنگ رکھتا ہے جو براہین احمدیہ کے التواء کا تھا۔ براہین احمدیہ کی جلد پنجم کوئی بیس سال بعد طبع ہوئی۔ اس عرصہ میں وہ تمام حالات اور اعتراضات پیدا ہو گئے۔ جن کی اصل تصویر اور کامل تردید کی وضاحت کے لئے براہین احمدیہ حصہ پنجم کا وجود میں آنا اللہ تعالٰے کے نزدیک مقدر تھا۔ سو بعینہٖ آپ کے اخبار کے التواء کے بعد وہ تمام امور ظہور میں آ گئے جن کی بنا پر اس کا دوبارہ احیاء بطفیل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ظہور میں آنا لازمی امر تھا۔ پس میں جہاں آپ کے اخبار کی نئی زندگی سے خوش ہوں۔ وہاں یہ امر بھی پیش کرنے کیلئے مجبور ہوں۔ کہ آپ اب کوئی ایسی راہ اختیار کریں جس پر چلنے سے الحکم قیامت تک خدا کا فضل جذب کرتا چلا جائے۔ اور باقاعدہ جاری رہنے کی صورت میں وہ کام کر گذرے۔ جو اس کے وجود کیلئے مقدر ہے۔ خدا کرے۔ آپ اور آپ کے رفقائے کار اس نکتہ پر کامل غور کریں۔

(۱۰) آپ نے الحکم کی ترقی کے لئے ۲۶ر مئی ۱۹۲۷ء کے خاص پرچہ کے متعلق شائع کیا ہے۔ کہ اس کے لئے مجھے ایسے پچاس مخلصوں کی ضرورت ہے۔ جو سو سو پرچہ خرید کر لوگوں میں پھیلائیں۔ اِس کو پڑھ کر مجھے بہت صدمہ اور افسوس ہوا۔ کہ کبھی وہ زمانہ تھا۔ کہ سنہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے لکھا۔ کہ ہر احمدی کم از کم دس یا پانچ خریدار دے۔ حالانکہ اس وقت ہماری جماعت کی تعداد موجودہ تعداد افراد کے مقابلہ میں بہت ہی قلیل تھی۔ اب جبکہ احمدی اصحاب خدا کے فضل و رحم سے لاکھوں کی تعداد میں موجود ہیں۔ اور اخلاص و عقیدت کے انوار سے منور ہونے کے ساتھ ہی پہلے کی نسبت دولت و ثروت میں بھی بہت بڑھے ہوئے ہیں۔ کیا یہ امر ناممکن ہے۔ کہ الحکم کے لئے ہر احمدی کم از کم دس خریدار پھر پیدا کرے۔ ہاں! اگر کسی وجہ سے یہ امر واقعی ناممکن ہے۔ تو پھر یوں کیا جائے۔ کہ دس دس احمدی مل کر الحکم کا ایک ایک پرچہ خرید لیا کریں۔ ایسا کرنے سے بھی الحکم لاکھوں کی تعداد میں باقاعدہ چھپ سکتا ہے۔ اور ہاتھوں ہاتھ بک سکتا ہے۔ کاش! لوگ الحکم کی اصلی قدر و منزلت کو پہچانیں۔ اور اپنے فرائض کے لئے اپنے اندر زندہ احساس پیدا کریں۔ تو الحکم لاکھوں لاکھ انسانوں تک حق کی آواز نہایت آسانی اور کامرانی سے پہنچا سکتا ہے۔

(۱۰) میرے ایک احمدی عزیز۔ جن کا اسم گرامی سردار مصباح الدین احمد ہے۔ چند روز ہوئے میرے پاس بغرض ملاقات تشریف لائے۔ اور باتوں ہی باتوں میں مجھ سے کہا۔ کہ کوئی ایسی پیشگوئی حضرت اقدس کی بتایئے۔ جو کہ ہر طرح سے واضح ہو۔ میں نے کہا۔ کہ میرے نزدیک حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کوئی بھی پیشگوئی ایسی نہیں۔ جو کسی پہلو سے مبہم اور تشویشناک ہو بلکہ سب کی سب پیشگوئیاں نہایت واضح اور بیّن ہیں۔

(۱۱) چنانچہ جب حضرت صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "عفت الدیار محلہا ومقامہا" کی پیشگوئی کا اشتہار دیا۔ تو مخالف لوگوں نے صدہا اعتراض کئے اور بڑے زور سے کہا۔ کہ اس قسم کی پیشگوئیاں تشویش میں ڈالنے والی ہیں۔ اس پر حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ کہ اس قسم کی الٰہی خبریں تشویش سے پُر نہیں ہوتیں۔ بلکہ ہمدردیٔ خلائق سے بھرپور ہوتی ہیں۔ چنانچہ آپ کا اخبار الحکم اس کے متعلق بہت کچھ لکھ چکا ہے۔ آخر پیشگوئی کے مطابق سنہ ۱۹۰۵ء میں ۴ر اپریل منگل کے روز صبح نور کے تڑکے خطرناک زلزلہ آیا۔ یہ دن بہار کے دن تھے۔ لوگوں پر حقیقت کھل گئی۔ اور خدا کی بات پوری ہو گئی۔ اس کے بعد حضرت اقدسؑ نے خدا سے خبر پاکر پھر شائع کیا۔ کہ اللہ تعالٰے نے مجھے اطلاع دی ہے۔ کہ "بھونچال آیا اور شدت سے آیا"۔ اس آنے والے زلزلہ کے لئے موسم بتایا اور الہامی طور پر یوں فرمایا۔ کہ

"پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی"۔

ایک جگہ پر رقم فرمایا۔ کہ

"موسم بہار میں پھر شدید زلزلے آنیوالے ہیں"۔

پھر "الوصیت" میں حضور علیہ السلام نے لکھا۔ کہ "مجھے معلوم نہیں۔ کہ بہار کے دنوں سے مراد یہی بہار کے دن ہیں۔ جو اِس جاڑے کے گذرنے کے بعد آنے والے ہیں۔ یا کسی اور وقت پر اِس پیشگوئی کا ظہور موقوف ہے۔ جو بہار کا وقت ہوگا۔"

الغرض حضرت صاحب علیہ السلام نے آنیوالے زلزلہ کا موسم صاف لفظوں میں بہار بتایا۔ پھر وقت کے متعلق ایک جگہ پر یوں اشارہ کیا۔ کہ خداوند کریم فرماتا ہے۔ کہ میں چوروں کی طرح اچانک آؤں گا۔ یعنی بتایا۔ کہ زلزلہ رات کے وقت ایسی حالت میں آئیگا۔ جب کہ تمام لوگ سو رہے ہونگے۔ آخرکار یہ بھی الٰہی خبر پوری ہوئی۔ یعنی ۲۸ر فروری ۱۹۰۶ء کی رات کو پورے ایک بجے شدید زلزلہ آیا۔ لوگوں نے پھر بھی اعتراض کیا۔ کہ یہ دن بہار کے دنوں میں سے نہ تھا۔ حالانکہ غور کرنیوالے اور حق بین جانتے ہیں۔ کہ اوّل تو فروری کے اوائل سے ہی بہار کا موسم شروع ہو جاتا ہے۔ دوسرے کم از کم اس امر پر سب کو اتفاق ہے۔ کہ مارچ کے ماہ سے بہار نمایاں طور پر شروع ہو جاتی ہے۔ اب غور کا مقام یہ ہے۔ کہ جب ۲۸ر فروری کا دن رات کے بارہ بجے ختم ہو گیا۔ اور اس کے بعد یکم مارچ کا یوم شروع ہو گیا۔ تو عین موسم بہار کے آنے کے ساتھ ہی ایک بجے رات کے زلزلہ آیا۔ اور اس نے الہامی عبارت

"پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی"۔

کے لفظ "بہار آئی" کی حقیقت کو واضح کر دیا۔ گویا اِدھر بہار کا موسم ۲۸ر فروری کی شب کے ۱۲ بجے ختم ہونے پر شروع ہوا۔ اور اُدھر زلزلہ ظہور میں آ گیا۔ میں اس ۲۸ر فروری کے زلزلہ والے دن منصوری میں تھا۔ اس کے متعلق میں نے اپنی شہادت قلمبند کرکے حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی خدمت میں بھیجدی تھی۔ چنانچہ یہ میری شہادت "چشمۂ مسیحی" میں چھپ چکی ہے۔ اور اس امر پر دال ہے۔ کہ خدا کے فرمان کے مطابق واقعی زلزلہ موسم بہار میں آیا۔ اور نہایت شدید حالت میں آیا۔ اب غور کا مقام ہے۔ کہ اس زلزلہ کے متعلق جو باتیں قبل از وقت بتائی گئی تھیں۔ وہ سب کی سب واضح تھیں۔ مگر پھر بھی مخالفین یہی کہتے رہے۔ کہ پیشگوئی مبہم ہے اور تشویش پیدا کرتی ہے۔

(۱۲) لطف کی بات یہ ہے۔ کہ حضرت اقدسؑ نے "چشمۂ مسیحی" میں جو بہار کے موسم میں آنے والے زلزلہ کے متعلق لکھا ہے۔ وہاں زلزلہ کی بجائے "زلزلے" لکھا ہے۔ گویا جمع کے صیغے سے اس طرف اشارہ کیا کہ آئندہ بھی موسم بہار میں شدید زلزلے آتے رہینگے چنانچہ یہ پیشگوئی اب تک ظہور میں آ رہی ہے۔ اور تقریباً ہر سال خدا کے اس الہام کی حقیقت و صداقت کہ "پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی"۔ لوگوں کے سامنے بیّن شکل میں آتی رہتی ہے۔ چنانچہ گذشتہ ماہ فروری ۱۹۲۷ء کے خطرناک زلزلے اس امر

کی صداقت پر بیّن گواہ ہیں۔ کاش! مخالفین سلسلہ اس راز پر غور کریں۔ اور حق کے سچے متلاشی بن کر صداقت سلسلہ کو پالیں۔ تو دنیا و آخرت کے عذاب سے بچ جائیں۔

(۱۳) پھر قابل غور امر یہ ہے۔ کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پنڈت لیکھرام پشاوری کے متعلق جو پیشگوئی کی تھی۔ اس میں اُس کے قتل ہونے کا سال، مہینہ، تاریخ، دن، وقت تک بتایا۔ قاتل کا حلیہ، قتل کرنے والا اوزار اور طریق قتل لکھا۔ چھ سال میں کام تمام ہونے کی حد بندی لگائی۔ قاتل کی تلاش کرنے والوں کا ناکام ہونا ثابت فرمایا۔ لطف کی بات یہ ہے۔ کہ قتل کے دن کا عید کے دن سے ملحق ہونا بتایا۔ الغرض تمام تفصیلی امور کو پیش کیا۔ آخر کار وہ عین پیشگوئی کے مطابق ۶ رمارچ ۱۸۹۷ء کو ہفتہ کے چھٹے دن چھٹے گھنٹے میں عین عید سے دوسرے دن غیبی چھرے سے ہلاک کیا گیا۔ اور اس طرح آریوں کے دلوں کی زمین میں عین موسم بہار کے اندر خطرناک زلزلہ آیا جس سے تمام کیا کرایا تباہ ہو گیا۔ اور لیکھرام کی موت تمام آریوں کی مذہبی موت کے قائم مقام ہو کر کل آریہ طبقہ پر ماتم کی صفت بچھا گئی۔ مگر افسوس کہ کور باطن آریہ پھر بھی منکر رہے۔ اور انہوں نے اس قدر واضح نشان سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا۔

(۱۴) الغرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام پیشگوئیاں ہر پہلو سے واضح ہیں مگر یہ وضاحت انہی لوگوں کے لئے ہے۔ جو خدا ترس اور صاف دل اور حق پسند ہیں۔ ورنہ کوتاہ اندیش اور متعصب لوگ ایسے کہاں ہیں۔ جو اُن کی صداقت کو معلوم کر کے حق امر کو پالیں۔ وہ ذوالجلال اور قادر خدا جو اپنے پیارے مسیح موعود (علیہ السلام) کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے اُس کی زندگی میں اپنے تازہ بتازہ نشان دکھاتا تھا۔ وہ اب بھی اپنی قدرت کے کرشمے دکھلا رہا ہے۔ اور اپنے قہری نشانوں سے سوئی ہوئی دنیا کو جگا رہا ہے مگر خوش قسمت اور مبارک ہیں وہ انسان جو تعصب اور بغض و کینہ سے پاک ہیں۔ اور خدا کے نشانات کو دیکھ کر اُس کی طرف اور اُس کے فرستادہ کی طرف عقیدت اور اخلاص سے دوڑتے ہیں

(۱۵) آپ نے اپنے اخبار کے جو دو ورق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلمات طیبات شائع کرنے کے لئے مخصوص کئے ہیں۔ میرے نزدیک ناکافی ہیں۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام درامل وہ آسمانی پانی ہے۔ جس کی ہر تشنہ کو ہر آن اور ہر حال میں سچی ضرورت ہے۔ اگر آپ نے یہی رفتار جاری رکھی۔ تو پھر بہت سے لوگ اپنی ضرورت کو پورا کئے بغیر گذر جائیں گے۔ غور فرمایئے! آپ نے الحکم کی جلد ۱۰ کے یکم جنوری ۱۹۰۶ء کے پرچہ میں حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جو کلام شائع کیا ہے۔ وہ اپنی ضرورت اور اہمیت کے لحاظ سے اس قابل ہے۔ کہ اُسے آج ہی جماعت کے سامنے دوبارہ پیش کیا جاوے۔ مگر جو طریق آپ نے اختیار کیا ہے اس کی رو سے شائد اس کا نمبر کوئی دس سال بعد آئے۔ پس اوّل تو آپ اس طریق میں ترمیم کریں۔ دوسرے جلد نمبر ۱۰ والے مضمون کو بہت جلد دوبارہ شائع کریں۔ تا جماعت کے بے خبر لوگ اس کی اہمیت سے آگاہ ہو کر اپنے فرائض کو شناخت کریں۔ اور اپنی ذمہ داری کے مطابق اپنے اندر قابلیت پیدا کر کے سلسلہ کو ترقی دینے کا پروگرام بہت جلد عمل میں لے آئیں۔

(۱۶) بالآخر میں مکرّر آپ کو اور آپ کے فرزند ارجمند جناب شیخ محمود احمد صاحب عرفانی کو الحکم کے دوبارہ جاری کرنے پر تہ دل سے مبارکباد دیتا ہوں۔ اور اللہ تعالےٰ کے حضور دعا کرتا ہوں۔ کہ یاالٰہی! اپنے فضل و رحم کو کارکنانِ الحکم کے شامل حال رکھیو۔ اور اس اخبار کو کامل جمال و جلال کے ساتھ ابدالآباد تک برابر جاری رکھیو۔ آمین ثم آمین۔ فقط والسلام

آپ کا پیارا بھائی

سید عزیز الرحمٰن بریلوی مہاجر محلہ دارالفضل قادیان دارالامان

۱۶ رمارچ ۱۹۳۴ء

تمام بقایاداران جلد از جلد اپنا بقایا صاف کریں

تقریب سعید

حضرت خانصاحب ذوالفقار علی خانصاحب ناظم شعبہ تجارت صیغہ تحریک جدید کے سب سے چھوٹے خلف الرشید میاں محمد اسحاق خانصاحب کا نکاح یکم اگست ۱۹۳۸ء کو بعد نماز عصر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے دو ہزار روپیہ مہر پر بابو نذیر حسین صاحب امیر جماعت احمدیہ دہلی کی بھانجی سے جو بابو ذوالفقار حسین صاحب مرحوم و مغفور کی بیٹی ہیں پڑھا۔

خانصاحب کی شخصیت اپنی گرانقدر خدمات کی وجہ سے معروف ہے۔ اور کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ اور بابو نذیر حسین صاحب اور اُن کا خاندان بھی اپنے اخلاص اور محبتِ سلسلہ کی وجہ سے ہر طرح مشہور و معروف ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے اس طرح دو معزز خاندانوں کو اس تعلق سے جوڑ دیا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس تعلق کو ہر طرح مبارک ٹھہرائے۔ اور نیک نتائج پیدا فرمائے۔ ہم دونوں معزز خاندانوں کو صدقدل سے مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

میرزائی

یہ ایک کتاب قصّہ کے رنگ میں حال ہی میں تصنیف ہوئی ہے۔ اس کے مصنّف کنور ہر پرتاپ سنگھ صاحب بی۔ایس۔سی۔آنرز گلاسگو اینڈ ڈبلن۔ ایم۔آر۔اے۔ایس۔ ایم۔اے۔ آئی۔سی۔ای۔ لنڈن۔ چارٹرڈ سول انجنیئر ہیں۔

کتاب کے دیکھنے سے فوری خیال پیدا ہوا۔ کہ کسی شخص نے معلوم نہیں کیا کچھ لکھا ہوگا۔ اور کس کس طرح اپنے جلے دل کے پھپھولے پھوڑے ہونگے۔ مگر اس کے چند صفحات پڑھنے سے معلوم ہوا کہ ایک حق پسند انسان نے جو نہ صرف حق پسند ہی ہے۔ بلکہ انصاف پسند بھی ہے۔ اور ہزارہا صفحات کی ورق گردانی کر کے اور احمدیت اور ان کے مخالفوں کے حالات کا وسیع مطالعہ کر کے ایک فیصلہ لکھا ہے جس میں احمدیہ اصولوں کی برتری اور **فضیلت** کو نہ صرف ثابت ہی کیا۔ بلکہ کوشش کی ہے۔ کہ ہر ایک حق پسند کے منہ سے اس امر کو منوا دے۔ کہ فی الحقیقت **سچائی اور قوت حق** صرف اور صرف احمدیوں کے پاس ہے۔

مصنّف کو اس کتاب کی وجہ سے بہت سے معاند حلقوں سے گالیاں سننی پڑی ہیں اور جماعت کے سرکردہ احباب نے اسے ہر طرح **استحسان اور امتنان** کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ میں بغیر کسی مبالغہ کے یہ کہہ دینا چاہتا ہوں۔ کہ کتاب نہایت قابلیت سے لکھی گئی ہے۔ اور جماعت کے وہ احباب جو تبلیغ کے لئے لٹریچر تقسیم کرتے رہتے ہیں۔ اُن کو چاہیئے۔ کہ وہ اس کتاب کو بکثرت خرید کر تقسیم کریں۔

کتاب کی قیمت چودہ آنے ہے۔ اور منتری پستک بھنڈار دہلی سے طلب کر سکتے ہیں۔

شیخ محمود احمد صاحب عرفانی

۱۴ راگست ۱۹۳۸ء کو ساڑھے تین بجے کی گاڑی سے شیخ محمود احمد صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم بغرض علاج و تبدیلی آب و ہوا سکندر آباد روانہ ہو گئے احباب اُن کی صحت کے لئے دعا کرتے رہیں۔ والسلام

محمد ابراہیم علی عرفانی۔

وصایا

نمبر ۵۱۵۹

منکہ فضل کریم ولد عمر الدین قوم ارائیں پیشہ درزی عمر ۲۰ سال تاریخ بیعت نومبر ۱۹۳۶ء ساکن لائل پور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 7 6/38 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

اس وقت میری ماہوار آمدنی اندازاً پندرہ روپے ہے۔ اس کے علاوہ میری فی الحال کوئی جائیداد نہیں۔ میں اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں۔ کہ اگر میری وفات کے وقت میری کوئی جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بعد وصیت داخل کردوں۔ تو ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا سمجھی جائیگی۔

العبد:- فضل کریم بقلم خود مسجد فضل لائل پور
گواہ شد:- شیخ محمد یوسف سوداگر چرم لائل پور
گواہ شد:- عبدالحمید امیر جماعت احمدیہ لائل پور
گواہ شد:- بشیر احمد وکیل لائل پور

نمبر ۵۱۵۸

منکہ امینہ بی بی۔ بنت چوہدری محمد حسین مرحوم قوم جاٹ پیشہ زمینداری عمر تقریباً ۵۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۷ء ساکن موضع گھڑیال کلاں ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 8 7/38 حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری موجودہ جائیداد صرف وہی ہے۔ جو مجھے میرے باپ کے ترکہ سے میرے بھائیوں سے ملنے والی ہے۔ یہ اراضی تقریباً ۲۹ بیگھے قیمتی اندازاً ۲۷۰۰ روپے ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز اقرار کرتی ہوں کہ اس کے علاوہ جو بھی میری آمدنی وقتاً فوقتاً ہوگی۔ اس کا ۱/۱۰ حصہ بھی صدر انجمن احمدیہ مذکور کو دیتی رہوں گی۔ میرے مرنے پر اس کے علاوہ جو میری جائیداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان متصور ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں بعد وصیت کوئی جائیداد یا کوئی رقم داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو وہ مجرا لینے کی حقدار ہونگی لہذا یہ چند سطور بطور سند لکھ دیتی ہوں۔

الامۃ:- امینہ بی بی موصیہ نشان انگوٹھا
گواہ شد:- علی اکبر برادر موصیہ اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس
گواہ شد:- محمد اسمٰعیل عربی ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول پنڈی گھیپ

نمبر ۵۱۶۳

منکہ فضل حسین ولد ماسٹر محمد حسین صاحب قوم ککے زئی پیشہ تجارت عمر ۲۸ سال تاریخ بیعت قریباً ۱۹۱۰ء ساکن قادیان۔ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 23 5/38 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

اس وقت میرے قبضہ میں کوئی جائیداد نہیں۔ فی الحال عہ ماہوار آمد ہے۔ اس کا ۱/۱۰ حصہ وصیت میں ماہ بماہ ادا کرتا رہوں گا۔ میری وفات کے بعد جو بھی جائیداد ثابت ہو اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ لینے کی حقدار ہوگی۔

العبد:- فضل حسین احمدی مہاجر قادیان
گواہ شد:- عبدالرحیم نیّر مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان
گواہ شد:- سید احمد علی سیالکوٹی مولوی فاضل قادیان

نمبر ۵۱۶۲

منکہ عطاء اللہ ولد مرزا ہدایت اللہ قوم مغل پیشہ ملازمت عمر پچاس سال تاریخ بیعت ۱۹۰۶ء ساکن کوچہ چابک سواراں لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 9 6/38 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری کل جائیداد (نصف حصہ ایک مکان جدی واقعہ کوچہ چابک سواراں۔ (۲) ایک قطعہ زمین دو کنال سکنی واقعہ قادیان (۳) ایک قطعہ زمین دس مرلہ و ایک تقریباً ۱۳ مرلہ واقعہ راجگڑھ و مسلم پارک لاہور) جس کی قیمت اندازاً چار ہزار روپے ہے لیکن میرا گذارہ ماہوار آمدنی پر ہے۔ جو کہ اس وقت تقریباً دو سو تیس روپے ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو گی۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر اپنی زندگی میں داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کردوں۔ تو اس قدر روپیہ قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردیا جائیگا۔

العبد:- مرزا عطاء اللہ ملازم سررشتہ تعلیم پنجاب لاہور
گواہ شد:- فضل الدین ریڈر ہائی کورٹ لاہور۔
گواہ شد:- شمس الدین ریڈر ہائی کورٹ لاہور۔

نمبر ۵۱۶۱

منکہ فہمیدہ اختر بنت مرزا عبدالکریم چغتائی قوم مغل چغتائی عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان دارالعلوم ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 26 6/38 حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری اسوقت موجودہ جائیداد ایک نکلس طلائی وزنی ۴ تولہ قیمتی ایک سو چوالیس (۱۴۴) روپے اور دو عدد کانٹے طلائی وزنی ۱½ تولہ قیمتی چون روپے (۵۴) میں اس میں سے ۱/۱۰ حصہ جو عہ روپے ہوتے ہیں۔ اپنی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر اس سے میری جائیداد بڑھ جائے۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائیداد ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں جمع کراکر رسید حاصل کرلوں۔ تو وہ روپیہ یا جائیداد حصہ وصیت کردہ سے منہا کردیا جائیگا۔ اور میرے مرنے کے وقت جسقدر جائیداد ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

الامۃ:- فہمیدہ اختر موصیہ بقلم خود۔
گواہ شد:- مرزا عبدالکریم چغتائی ریٹائرڈ والد موصیہ دارالعلوم قادیان
گواہ شد:- مرزا عبدالرؤف دار الفضل میڈیکل ہال قادیان دارالامان

بغداد سے آمدہ اطلاعات

اخبار "الزمان" مورخہ ۳۰/۷/۳۸ نے بطل پنجاب مہتہ عبدالخالق صاحب کی دو تصاویر شائع کی ہیں جن میں سے ایک میں وہ سائیکل ریس میں دوڑ رہے ہیں۔ اور دوسری عام حالت کی تصویر ہے جن کے نیچے "الزمان" نے حسب ذیل نوٹ دیا ہے۔

(۱) یہ تصویر سید عبدالخالق مہتہ کی ہے۔ جو سائیکل ریسز میں بطل الہند ہیں۔ آپ بہت سی دوڑیں جیت چکے ہیں۔ آخری ریس آپ نے دس ہزار میٹر کی ایف سی کالج میں جیتی۔ اس کے علاوہ کئی چھوٹی چھوٹی ریسیں جو تین اور چار میل کی تھیں جیتی ہیں۔ اور پنجاب یونیورسٹی میں آپ چار میل کی ریس میں اوّل رہے۔

نادی التجدد آپ کے لئے دو مقابلوں کا انتظام کر رہی ہے۔ جو ۷/۸/۳۸ اور ۱۳/۸/۳۸ کو ہوں گی۔ جو نوجوان ان ریسوں میں شریک ہونا چاہیں وہ حاجی عبدالحسین صاحب سے گفتگو کریں۔ جو رائل سینما کے پاس رہتے ہیں۔

۲۔ نادی التجدد نے ایک سب کمیٹی سائیکل دوڑوں کے انتظام کے لئے بنادی ہے۔ جو ۷، اور ۱۳ اگست کو ہندوستانی سائیکل چیمپئن مہتہ عبدالخالق کی آمد کے سلسلہ میں قائم ہو رہی ہیں۔

سب کمیٹی کے ممبر حسب ذیل ہیں:- حاجی عباس الدیک حاجی عبدالحسین تاجر سائیکل۔ عبدالجلیل عونی محبوب عزاوی۔ طالب رشید رشدی۔ اور عبدالرشید صاحبان۔

ایک دوسری سب کمیٹی جوان دوڑوں میں بطور جج فیصلہ دیگی حسب ذیل اشخاص پر مشتمل بنائی گئی ہے۔ حاجی عباس الدیک عبدالجلیل عونی۔ عبدالحسین تاجر سائیکل۔ رشید رشدی صاحبان۔

انڈین چیمپئن دفتر "الزمان" میں

کل مہتہ عبدالخالق صاحب پنجاب چیمپئن ہمارے دفتر میں تشریف لائے۔ آپ ایک ایسے نوجوان ہیں جن میں ریاضت کی روح ٹپکتی نظر آتی ہے۔ آپ نے ہم سے بیان کیا۔ کہ آپ عراق میں اس غرض سے آئے ہیں۔ کہ آپ ان ممالک کی حرکت ریاضی کا معائنہ کریں۔ اور اس ملک کے سپورٹس مینوں کے ساتھ تعلقات دوستی کو مضبوط کریں۔ آپ سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ ...